آیات حجاب[1] کی تفسیر کا ارتقائی سفر

مولفہ : فاطمہ توفیقی

مترجم : مولانا ظہیر عباس

آج عورتوں کے حجاب اور پردے کے سلسلہ میں جو بہت سارے مسائل پیش آرہے ہیں خاص طور سے یہ نزاع اور جھگڑا کہ حجاب ماڈرنیزم یا سنت گرائی ہے، ہمارا نزاع اس سلسلہ میں نہیں ہے کہ حجاب کب سے ہے ؟کب سے شروع یا حجاب کی تاریخ کیا ہے۔ ہماری بحث اس مقالہ میں قرآن کی تفسیر کے بارے میں ہے۔اس مقالہ میں ہم فقہی حکم کی بحث نہیں کریں گے بلکہ تفاسیر میں حجاب کے سلسلہ میں کس طرح کے نظریات اور بدلاؤ آئے ہیں، اس چیز کو بیان کیا جائے گا، مثال کے طور پر چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی میں حجاب کا جو تصور ابھر کر سامنے آیا، وہ اس سے پہلے اس حد تک نہیں تھا چونکہ آج اکیسویں صدی میں حجاب (عفت کی خاطر سر ڈھانپنے) کا مسئلہ بہت زور و شور پر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آج عورتیں معاشرتی کام میں سماج میں مردوں کے برابر ہیں وہ سماج میں نکل کر کام کر رہی ہیں چونکہ آج عورتیں زیادہ باہر آرہی ہیں لہٰذا آج جب عورت سماج میں آئی تو یہ بحث شروع ہوئی کہ کیا اسلام نے ایسا کوئی حجاب رکھا ہے یا نہیں ؟اسی عنوان کے تحت یہ مقالہ ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی (ان شاء اللہ)، اس کی مثال میں قرآن کی دو آیتیں بیان ہوئی ہیں جن میں خطاب تو رسولؐ کی ازواج سے ہے لیکن پیغام تمام عورتوں کے لئے ہے لہٰذا انھیں دو آیتوں کے سلسلہ میں تفصیلی گفتگو ہوگی، پھر نتیجہ بیان کیا جائے گا کہ اصل ماجرا کیا ہے۔

۱۔ سورہ احزاب، آیت ۵۹؛ اور سورہ نور، آیت ۳۱

۱۔ تاریخ تفسیر آیات

سورہ احزاب کی آیت ۵۹ اور سورہ نور کی آیت ۳۱، دونوں آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔ سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ (جو پہلے ہی آچکی تھی اس) کا عورتوں سے مطالبہ ہے کہ اپنا جلباب اپنے اوپر ڈالے رکھیں تاکہ کوئی انھیں ستائے نہیں۔ لیکن سورہ نور کی آیت نمبر ۳۰ اور ۳۱ میں ''غض بصر'' اور ''حفظ فروج'' کو عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کے لئے بھی ضروری جانا گیا ہے۔ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نامحرموں کے سامنے اپنے خمار (مقنعہ) کو گریبان اور سینہ کے اوپر ڈال کر رکھیں۔ تفسیروں میں ''جلباب''، ''خمار'' اور ''جیب'' کے معانی الگ الگ انداز میں بیان ہوئے ہیں۔ لیکن ظاہراً جلباب: اوڑھنی، خمار: مقنعہ اور جیب: گریبان کو کہا جاتا ہے۔ ہم اس تحقیق میں ان کلمات کے معانی کے کے بارے حتمی نظریہ بیان کرنے سے قبل اس کا عربی لفظ ہی استعمال کریں گے۔

۱۔۱۔ سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ کی تفسیریں

مختلف تفسیروں میں حجاب کے حکم کی الگ الگ انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔ سورہ احزاب کی آیت ۵۹ کے متعلق دو سوال ہے: ۱۔ ادناءِ جلابیب سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ اس ''يُعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَ'' کا ہدف کیا ہے؟ پہلے سوال کے جواب میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے قریب ہیں: سر اور چہرہ اس طرح چھپانا کہ صرف ایک آنکھ نظر آئے، ناک اور بائیں آنکھ چھپائی جائے اور داہنی آنکھ کھلی رہے، ابرو کے اوپر یا ابرو تک چھپایا جائے، پیشانی چھپائی جائے، چہرے کے آدھے حصہ کے علاوہ پورا بدن چھپا کر رکھا جائے۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج ۱۹، ص۵۹۔ ۶۰؛ ابوالفتوح رازی، ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۵، ج۱۶، ص۲۱؛ ثعلبی، ۱۴۲۲، ج۸، ص ۶۴؛ قرطبی، ۱۳۷۲، ج ۱۲، ص۲۲۹۔۲۳۱؛ بقاعی، ۱۹۸۶، ج۱۵، ص۴۱۰۔ ۴۱۳)۔ طوسی، طبرسی اور زمخشری کے نزدیک جلباب، سر اور پیشانی کے چھپانے کو کہا جاتا ہے۔ (طوسی، ۱۴۰۹، ج۸، ص۳۶۱؛ طبرسی، ۱۴۰۶، ج۸، ص ۵۸۰؛ زمخشری، ۱۴۰۷، ج ۳، ص ۲۷۴)۔

دوسرے سوال (''یُعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ'') کے جواب میں مفسروں کا اجماع ہے کہ اس کا ہدف آزاد (حرائر) اور کنیزوں (اماء) میں تفریق کرنا ہے، اگرچہ آیت کے اندر اس طرح کی وضاحت نہیں ہے۔ ایسے ماحول میں جہاں اماء تک جنسی رسائی آسان ہو لیکن حرائر تک مشکل ہو، آزاد عورتوں کی پہچان سے بد چلن لوگوں کے پاس انھیں پریشان کرنے کا کوئی بہانہ نہیں رہ جاتا۔ البتہ بعض مفسرین کنیز اور آزاد عورتوں کے فرق کو تو قبول کرتے ہیں لیکن اس ہوشیاری کے ساتھ کہ اس سے کنیزوں سے چھیڑ خانی کا جائز ہونا نہ سمجھا جائے۔ مفسرین کے ایک دوسرے گروہ نے، بالخصوص ماڈرن زمانے میں، ایک الگ راستہ اپنایا ہے اور ''پاکدامنی میں مشہور ہونے'' کو اس قانون کا اصلی ہدف مانا ہے۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج۱۹، ص۵۹۔۶۰؛ ابوالفتوح رازی، ۱۳۷۱۔۱۳۷۵، ج۱۶، ص۲۱؛ ثعلبی، ۱۴۰۶، ج۸، ص۵۸۰؛ قرطبیّ، ۱۳۷۲، ج۱۲، ص۲۲۹۔۲۳۱؛ بقاعی، ۱۹۸۶، ج۱۵، ص۴۱۰۔۴۱۳؛ طوسی، ۱۴۰۹ ج۸، ص۳۶۱؛ طبرسی، ۱۴۰۶، ج۸ ص۵۸۰؛ شریف لاہیجی، ۱۳۹۰، ج۳، ص۶۴۷؛ ثعالبی، ۱۹۹۷، ج۳، ص۶۶)

مثال کے طور پر تفسیر سورآبادی (پانچویں صدی) میں اس طرح لکھا ہے:

اے پیغمبر! اپنی عورتوں، اپنی بیٹیوں اور اپنے مریدوں کی عورتوں یعنی اپنی امت کے عورتوں سے ''یُدۡنِینَ عَلَیۡهِنَّ مِن جَلَٰبِیبِهِنَّ'' کہ اپنی چادریں اپنے اوپر ڈالے رکھیں اس طرح کہ ان کا سر اور سینہ چادر سے چھپا رہے۔ ''ذالك'' یہ طریقہ بہتر ہے تاکہ انھیں پہچان لیا جائے اور ستایا نہ جائے۔

سوال: اگر مراد یہ تھا کہ انھیں پہچان لیا جائے تو پھر یہ کیوں کہا گیا ''ذَٰلِكَ أَدۡنَىٰٓ أَن یُعۡرَفۡنَ''؟ جواب دیا گیا ہے: ''أَن یُعۡرَفۡنَ'' کا مطلب ہے کہ بہتر ہے انھیں پہچان سکیں کہ یہ آزاد ہیں تاکہ ان کے پیچھے نہ جائیں۔ اس لئے کہ زمانہ جاہلیت میں کنیزوں کے ساتھ زنا کرنا رائج تھا لیکن آزاد عورتوں سے بہت کم، خداوند عالم نے چادر اوڑھنے کو آزاد عورتوں کی نشانی بنا دیا تاکہ انھیں پہچانا جاسکے کہ یہ آزاد ہیں، انھیں پریشان نہ کیا جائے اور اللہ غفور و رحیم تھا اور ہے، وہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخشنے والا اور پرہیزگاروں کو زنا اور حرام سے بچانے والا ہے۔ (نیشاپوری، ۱۳۸۱، ج۳، ص۱۱۹۵۔۱۱۹۶)

زمخشری نے حجاب کے قانون کی وجہ کو اس انداز میں بیان کیا ہے:

اگر عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو جلدی سے اسے اپنے چہرے پر ڈال لے۔ اس لئے کہ آغاز اسلام میں عرب، رسم جاہلیت کی بنا پر بالکل بے لگام تھے۔ عورت کی ردا اور روسری اس کے آزاد اور کنیز ہونے کی نشانی تھی۔ جب عورتیں قضائے حاجت کے لئے گھر سے نکلتی تھیں اور نخلستان اور نشیب کی سمت جاتی تھیں تو منچلے جوان کنیزوں کو پریشان کرتے تھے، ہو سکتا ہے کہ آزاد اور کنیزوں میں کوئی فرق نہ ہونے کی وجہ سے آزاد عورتوں کو بھی پریشان کرتے اور بہانہ کرتے کہ ہم نے سوچا یہ بھی کنیز ہیں۔ لہٰذا آزاد عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ردا اور چادر کے ذریعہ اپنا سر اور چہرہ ڈھانپ کر رکھیں تاکہ وہ کنیزوں سے الگ دکھائی دیں اور ان کی حشمت اور ہیبت بھی بڑھ جائے جس کے بعد کوئی ان کی طرف نظر نہ اٹھائے۔ پروردگار کا یہ فرمانا ''ذَالِكَ اَدْنیٰ اَنْ یُّعْرَفْنَ'' یعنی بہتر ہے کہ انھیں پہچان لیا جائے تاکہ ستایا نہ جائے اور جو بات انھیں پسند نہیں ہے اس میں گرفتار نہ ہوں۔ (زمخشری، ۱۴۰۷، ج ۳، ص ۲۷۴)

بہت سے مفسرین نے آزاد اور کنیزوں کے حجاب میں فرق کو بیان کرتے وقت ایک قصہ نقل کیا ہے: ایک کنیز جو اپنا سر ڈھانپے ہوئے تھی جب عمر بن خطاب کے پاس سے گزری تو عمر نے تازیانہ ہوا میں لہراتے ہوئے کہا: ''اے پیچ عورت، تو اپنے آپ کو آزاد عورتوں جیسا دکھانا چاہتی ہے؟ اپنی روسری اتار'' (ثعلبی، ۱۴۲۲، ج ۸، ص ۶۴؛ سیوطی، ۱۴۰۳، ص ۶، ج ۶۵۸ ـ ۶۷۲؛ آلوسی، ۱۴۲۰، ج ۲۲، ص ۸۸)۔

اسی طرح، فخر رازی نے بھی تمام مفسرین کی طرح آزاد اور کنیزوں میں فرق کی طرف اشارہ کیا ہے، ''لَا یُؤْذَیْنَ'' آیت کے سیاق و سباق اور مرد اور عورت کے تمام تر امتیازات کے پیشِ نظر ''اذی'' کے بارے میں وضاحت کی ہے۔ لیکن آخر میں طبقاتی اور جنسیتی امتیازات سے گریز کرتے ہوئے زنا کی بناء پر پائے جانے والے امتیازات کو اس طرح ذکر کیا ہے:

دورِ جاہلیت میں آزاد اور کنیز سب بغیر حجاب کے گھر سے باہر نکلتی تھیں اور زانی افراد ان کے پیچھے لگ جاتے تھے اور یہ کام ان کے لئے تہمت کا باعث ہوتا تھا۔ لہٰذا خداوند عالم نے آزاد عورتوں کو حکم دیا کہ وہ حجاب کریں۔ کہا جاتا ہے کہ کلام خدا ''ذالک ان یعرفن فلا یؤذین'' کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کا آزاد ہونا

پہچانا جاسکے تاکہ کوئی ان کا پیچھا نہ کرے۔ ممکن ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ وہ عورتیں اس عمل سے پہچان لی جائیں گی کہ وہ زنا کرنے والی نہیں ہیں؛ کیونکہ جو اپنا چہرہ چھپائے ہوئے ہے کوئی اس سے شرمگاہ عیاں کرنے کی خواہش نہیں کرے گا۔ لہٰذا ان کی اس پہچان اور ان کا حجاب دیکھ کر کوئی ان سے زنا کی خواہش بھی نہیں کرے گا۔ (فخر رازی، ۱۴۰۵، ج ۲۵، ص ۲۳۱)

ابوحیان اندلیسی کی نظر میں کنیزوں پر بھی حجاب کے لازم ہونے کے لئے بہت ساری دلیلیں پائی جاتی ہیں: آیت کا ظاہر یہ ہے کہ "نِسَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ" میں آزاد اور کنیزیں دونوں شامل ہیں اور کنیزوں میں دلربائی زیادہ ہے؛ کیونکہ عورتوں کے برعکس کنیزوں کا لوگوں کے درمیان آنا جانا زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ یہ حکم کنیزوں کے لئے نہیں ہے اس پر واضح دلیل ہونی چاہیئے"۔ ابوحیان اس کے آگے لکھتے ہیں: "ذَالِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ" تاکہ حجاب کی وجہ سے ان کا عفیف ہونا پہچانا جائے، کوئی ان کو پریشان نہ کرے اور کوئی ان کا پیچھا نہ کرے۔ لیکن جو آرائش کرتی ہیں وہ لوگوں کی طمع کا شکار ہوتی ہیں۔ (ابوحیان اندلسی، ۱۴۱۱، ج ۷، ص ۲۵۰)

تفسیر ابوحیان اندلسی میں دو نکتہ قابل توجہ ہے: اول: ان کی نظر میں کنیزوں کے لئے حجاب اس وقت ضروری ہے جب وہ لوگوں کے مجمع میں جائیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ کنیزوں کو چونکہ مجمع عام میں جانا ہوتا ہے اس لئے انھیں بھی پردہ کرنا چاہیئے۔ دوم: ان کی نظر میں "يُعْرَفْنَ" سے مراد "عفت کے عنوان سے پہچان ہونا" ہے۔

پھر اس میں تعجب کی کیا بات ہے اگر تفاسیر میں عفت، حجاب اور سماج میں عورتوں کے حضور کے ناگزیر ہونے کے لئے تفسیر بحر المحیط کا حوالہ دیا جاتا رہا ہے۔ بطور نمونہ، شیخ طنطاوی نے التفسیر الوسیط میں، کنیز اور آزاد عورتوں کے پردے کی تفریق کی وجہ ہوس کی رسائی نہیں بلکہ کنیزوں کا زحمت میں پڑنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ کنیزوں کے لئے سر کا چھپانا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ آزاد عورتیں تو صرف ضروری کاموں سے باہر نکلتی ہیں لیکن کنیزوں کا گھر کے باہر آنا جانا لگا رہتا ہے، اس لئے ان کے لئے سر کا ڈھانپنا باعث زحمت ہے۔ وہ ابوحیان اندلسی کے نظریئے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ عفت کی غرض سے پردے کا حکم، تمام عورتوں کے لئے ہے؛ نیز یہ بھی لکھتے ہیں کہ شارع نے کنیزوں کو پردے سے منع

نہیں کیا ہے لیکن عسر و حرج کی وجہ سے ان کے لئے ضروری نہیں قرار دیا ہے۔ (طنطاوی، ۱۹۹۸، ج۱۱، ص۲۴۶) آلوسی نے بھی ابوحیان اندلسی کے نظریہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آزاد اور کنیزوں کے درمیان حجاب کا فرق ہو سکتا ہے عفت کے لحاظ سے ہو اور ہو سکتا ہے ان کی اجتماعی حیثیت کے لحاظ سے:

سبکی نے طبقات میں لکھا ہے کہ احمد بن عیسی (شافعی مسلک کے فقیہ) نے اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ علماء، رؤساء اور عام لوگوں کے لباس میں فرق کا ہونا اس لئے ضروری ہے کیونکہ اس طرح علماء دوسرے افراد سے نمایاں رہیں گے اور لوگ انھیں پہچان سکیں گے تو ان فرامین پر عمل بھی کریں گے۔ (اگرچہ پہلے زمانہ میں ایسا نہ تھا) (آلوسی، ۱۴۲۰، ج۲۲، ص۸۸۔۸۹)

"عفت کی بنیاد پر تفسیر حجاب"، کے بارے میں اگر تفسیر ابوحیان کی بات کو موثر ترین بات (بالخصوص اہل سنت مفسرین کے درمیان) تسلیم کر لیا جائے، شاید ماقبل عصر نو کی تفاسیر کے درمیان منفرد ہو لیکن عصر نو میں تو بارہا اس بات کو دہرایا گیا ہے۔ آلوسی نے مبنی بر عفت اور مبنی بر اجتماعی حیثیت دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ انیسویں صدی میں، جہان اسلام میں مذہبی اصلاحات کے دور کی ابتدا کے حوالہ سے تفسیر آلوسی کو مانا جاتا ہے۔ جہاں ہر حکم شرعی کو عقلی اور علمی میزان میں لا گیا ہے۔ یہاں پر مذہبی اصلاحات کے بعد کی تفسیروں سے چند نمونہ، سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کے حوالہ سے پیش کیا جارہا ہے۔ مثال کے طور پر محمد حسین طباطبائی فرماتے ہیں:

عورتوں کو پہچانا جاسکے کہ وہ پردہ دار اور دیانت دار ہیں اور کوئی انھیں پریشان نہ کرے؛ اس لئے کہ فاسق افراد انھیں پریشان کرتے تھے۔ بعض مفسرین لکھتے ہیں: حجاب سے انھیں پہچان لیا جائے گا کہ وہ مسلمان اور آزاد ہیں، چونکہ غیر مسلم اور کنیزیں اس زمانے میں حجاب نہیں کرتی تھیں اور حجاب مسلم عورتوں کی علامت تھا، جس کی وجہ سے کوئی انھیں پریشان نہیں کرتا تھا اور کوئی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ یہ کنیز یا غیر مسلم ہوں گی، لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ (طباطبائی، ۱۳۹۳، ج۱۶، ص۳۴۰)

محمد جواد مغنیہ کا بھی یہی کہنا ہے: ”عورتیں پاکیزگی اور پرہیزگاری کے عنوان سے پہچانی جائیں گی۔ پردہ دار عورت اور بیمار دل فاسق کے درمیان حجاب رکاوٹ بنے گا اور اس طرح وہ ان کی جملہ بازی اور بری نظروں سے محفوظ رہیں گی“۔ (مغنیہ، ۱۳۸۳، ج ٦، ص ۲۳۹۔ ۲۴۰)؛ صادقی تہرانی بھی سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ کی تفسیر میں طبقاتی امتیازات کے رد عمل میں لکھتے ہیں: ”جس طرح مؤمن مرد اور عورتوں کو بغیر وجہ ستانا حرام ہے اسی طرح ان کے لئے اس طرح کے حالات فراہم کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ یہ دونوں چیزیں مؤمنین کے لئے سخت تر اور بدتر ہے۔ مؤمن عورتیں، کنیز ہوں یا آزاد، مؤمن ہیں تو ان کے لئے بھی پردہ کرنا ضروری ہے“۔ پھر وہ حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ حجاب کے حکم کو آزاد عورتوں سے مخصوص سمجھنا، طبقاتی خرافات اور نسل پرستی ہے جو اسلامی طرز فکر سے بہت دور ہے“۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ حجاب، عورتوں کی عفت اور پاکدامنی کی علامت ہے، یعنی پردہ دار عورت اپنے حجاب سے بتاتی ہے وہ اہل گناہ اور فساد نہیں ہے۔ البتہ صادق تہرانی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ عفت، صرف حجاب میں منحصر نہیں ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک بے پردہ عورت پاک دامن ہو اور ایک پردہ دار عورت عاصی اور گنہگا، پہلی دوسری سے بہتر ہے۔ (صادقی تہرانی، ۱۳٦٦، ج ۲۱۔ ۲۲، ص ۲۰۷۔ ۲۰۸) تسخیری اور نعمانی بھی لکھتے ہیں: ”اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ بِالۡعِفَّۃِ“ یعنی ان کا پاک دامن ہونا پہچانا جاسکے۔ (تسخیری و نعمانی، ۱۴۳۱، ج ۲۲، ص ۴۲٦)

بانو امین اصفہانی سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ کی تفسیر میں، پہلے آیت کا ترجمہ اس انداز میں کرتی ہیں: ”اپنی عورتوں اور بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے (گھر سے باہر نکلتے وقت) اپنا خمار اور اپنی چادر اپنے ساتھ رکھیں تاکہ اس سے ان کے عفت اور نجابت کی پہچان ہوسکے اور بیمار دل مرد انھیں پریشان نہ کریں“۔ جو ان کے نقطہ نظر کو بیان کرتا ہے۔ وہ بھی دوسرے مفسرین کی طرح جلباب کے مختلف معانی بیان کرتی ہیں، لیکن آیت کی تفسیر میں، مذہبی اصلاح گروں کی طرح حجاب کے ذریعہ عفت اور پاک دامنی کی حفاظت پر زیادہ زور دیتی ہیں: ”ذَالِکَ“ اسم اشارہ ہے اور اس سے حکم کی علت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جلباب اس لئے ہے تاکہ آزاد خاتون اور کنیز کے درمیان فرق پیدا کیا جاسکے اور پاک دامن اور عیاش

عورت میں فرق پیدا کیا جاسکے اور بیمار دل اور عیاش مرد ان کے پیچھے نہ لگیں اور عزت دار عورتوں کو پریشان نہ کریں۔ (امین ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴، ج۹، ص ۱۱۴۔۱۱۹؛اور ج۱۰، ص ۲۷۵۔ ۲۷۷)

عبدالکریم خطیب بھی سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کے ذیل میں بیان کرتے ہیں:

خدا کے قول میں اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ چادر جو پیغمبر کی بیویاں، آپ کی بیٹیاں اور مؤمنین کی عورتیں استعمال کرتی ہیں، آزاد اور پاک دامن عورتوں کے لئے پرچم ہے تاکہ کوئی ان کے بارے میں برے خیالات من میں پیدا نہ کرے۔ خداوند عالم نے فرمایا ہے "ادنی" تاکہ یہ بتاسکے کہ صرف لباس آزاد اور پاک دامن عورتوں کو اہل فسق و فجور کی زبان سے محفوظ نہیں رکھ سکتا؛ بلکہ حجاب ایسا محافظ ہے جو آزاد عورتوں کی خوبصورتی بڑھاتا ہے اور عفیفہ کو زینت دیتا ہے اور اس کی عفت میں چار چاند لگا کر اس کی شان اور طاقت دوبالا کر دیتا ہے۔ لہٰذا اگر عفت مکمل کمال نہ بھی ہو تو کم سے کم اس کی ایک علامت تو ضرور ہے۔ (خطیب، ۱۹۶۹، ج۲۲، ص ۷۵۱۔ ۷۵۲)

صاحب تفسیر نمونہ نے بھی اگرچہ آزاد اور کنیزوں کے فرق کو ذکر کیا ہے، لیکن ان کی نظر میں اس فرق کی وجہ طبقاتی امتیاز نہیں بلکہ اخلاقی امتیاز ہے۔ یعنی آزاد اور کنیزوں میں اس لحاظ سے فرق ہے کہ اخلاقی لحاظ سے کنیزوں کی حالت مناسب نہیں تھی۔ اس بیان کے ضمن میں قرآن بیان کرنا چاہتا ہے کہ "مسلم عورتوں کو حجاب سے غافل نہیں رہنا چاہیئے، بعض لاپرواعورتیں کہ جو حجاب میں ہونے کے باوجود اس قدر بے پرواہوتی ہیں کہ ان کے بدن کا زیادہ تر حصہ نمایاں رہتا ہے اور یہی چیز بیمار دلوں کی توجہ ان کی طرف جلب کرتی ہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۳، ج۱۷، ص ۴۲۷۔۴۲۹)

آخر میں شہید مرتضی مطہریؒ کی تفسیر کی طرف بھی اشارہ کرتا چلوں۔ اگرچہ شہید مطہریؒ نے تفسیر کے عنوان سے کوئی کتاب نہیں لکھی ہے، لیکن حجاب کی عصری بحث، ان کے نظریات کو شامل کئے بغیر نامکمل رہے گی۔ شہید مطہری کی نظر میں عورتیں اپنے پردے سے پہچانی جاتی ہیں کہ آزاد ہیں کنیز نہیں، اس طرح وہ بیمار دل جوانوں کی بری نظر سے بچ جائیں گی۔ لیکن دوسرے احتمال کی بناء پر اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح عورتیں پہچانی جاسکتی ہیں کہ نجیب اور پاک دامن ہیں اور بیمار دل افراد کی امید ان سے ٹوٹ

جائے گی۔ کیونکہ اندازہ ہو جائے گا کہ یہاں پر عفت اور پاک دامنی کا پہرہ ہے، چشم طمع نابینا اور دست خیانت کوتاہ ہے۔(مطہری، ۱۳۸۴،ص۱۹اص ۵۰۴)

۲۔۱۔ سورہ نور آیت نمبر ۳۱ کی تفسیر

یہ آیت چند جہات سے قابل توجہ ہے۔ اول یہ کہ، غض بصر اور حفظ فروج (چشم پوشی اور پاک دامنی) کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے برابر سے ہے۔ دوم یہ کہ، "جیوب" پر "ضرب خِمار" کس طرح کرنا ہے، اس کا طریقہ واضح نہیں ہے۔ سوم یہ کہ، سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا "زینت کا اظہار نہ کرنا" اور "ضرب خِمار" دونوں ایک چیز ہیں یا "ضرب خِمار" کے ساتھ ساتھ "زینت کا اظہار" بھی نہ کیا جائے؟ یعنی روسری (مقنعہ) کے ساتھ ساتھ اپنی زینت کو چھپانا بھی عورتوں کا وظیفہ ہے۔ چہارم یہ کہ، زمانہ قدیم سے لیکر اب تک، "مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کے بارے میں مفسرین کے درمیان بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ پنجم یہ کہ، یہ دیکھنا پڑے گا کہ آیا مفسروں نے اس آیت کی تفسیر میں سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کی طرف اشارہ کیا ہے یا نہیں، ششم یہ کہ، یہ آیت اور (سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۲۔ ۲۳) دونوں مل کر محارم کی توصیف اور حد بندی کرتی ہیں چونکہ محارم سے مربوط عبارتوں میں بھی بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ہفتم یہ کہ، آیت کے آخر میں کہا جارہا ہے کہ بچوں اور ان مردوں سے حجاب ضروری نہیں ہے جن میں شہوت باقی نہیں رہ جاتی: "غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ"۔ اس سے عورتوں کے حجاب اور مردوں کی شہوت کے درمیان موجود، رابطہ کی طرف اشارہ ہے۔ (اسی طرح سورہ نور کی آیت نمبر ۶۰ کی بناء پر "وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا" کے لئے حجاب کا لازم نہ ہونا، اس سے حجاب اور نکاح کی طاقت میں رابطہ کا ہونا، معلوم ہوتا ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ حجاب اور شہوت کنٹرول کرنے میں رابطہ پایا جاتا ہے)۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مفسروں نے قرآن کی اس آیت سے کیا سوالات دریافت کئے اور انھیں آیت نے کیا جواب دئے ہیں۔

مفسروں نے سب سے پہلے "غض بصر" اور "حفظ فروج" کے معنی کے بارے میں بحث کی ہے۔ خاص طور سے یہ سوال ہوا ہے کہ آیا "حفظِ فروج" کا مطلب پاک دامنی ہے یا جنسی اعضاء کا چھپانا۔ چند

مفسروں نے دوسرے معنی کو اختیار کیا ہے (طبری، ۱۴۲۳، ج۱۸، ص۱۴۸۔ ۱۵۸)۔ لیکن زیادہ تر مفسروں نے پہلے معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عبدالرحمٰن بن زید کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ اس آیت کے علاوہ ہر جگہ ''پاک دامنی'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ آیت کے سیاق کے مطابق یہاں پر ''جنسی اعضاء کا چھپانا'' مراد ہے۔ (ثعلبی، ۱۴۲۲، ج۸، ص۶۸؛ طبرسی، ۱۴۰۶، ج۷، ص۲۱۶؛ رازی، ۱۳۷۵۔۱۳۷۱، ج۱۴، ص۱۲۳۔۱۲۴)

''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں ''زینت'' اور ''مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کے معنی میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ طبری نے زینت کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: مخفی زینت (پائل، چوڑی، گوشوارہ، گردن بند) ظاہری زینت (سرمہ، انگوٹھی، چوڑی اور چہرہ) یا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں۔ بعض مفسروں نے ہاتھوں کی مہندی کو بھی ظاہری زینت شمار کیا ہے۔ بعض کی نظر میں نصف کلائی یا پوری کلائی کا پردہ واجب نہیں ہے۔ بعض کی نظر میں صرف سر اور گریبان کے اوپری حصہ کا پردہ لازم ہے۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج۱۸، ص۱۴۸۔ ۱۵۸)۔ علی بن ابراہیم قمی نے بھی اپنی تفسیر میں اسی طرح سے مختلف زینتوں کی توصیف کی ہے:

ابوالجارد نے حضرت امام باقر علیہ السلام کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' لباس، سرمہ، انگوٹھی اور ہاتھوں کی مہندی اور دست بند، سب زینت میں آتے ہیں۔ زینت کی تین قسمیں ہیں: لوگوں کے لئے، محارم کے لئے، شوہر کے لئے۔ لوگوں کے لئے زینت کا بیان ہو چکا۔ محرم کے لئے زینت میں گردن بند کی جگہ اور اس کے اوپر کا حصہ، چوڑی اور اس سے نیچے کا حصہ اور پائل اور اس کے نیچے کا حصہ شامل ہے۔ شوہر کے لئے پورا جسم زینت ہے۔ (قمی، ۱۳۶۳، ج۲، ص۱۰۱)۔

زمخشری نے ''مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کا پردہ نہ کرنے کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی ہے:

اگر آپ پوچھئے کہ ظاہری زینت، مکمل طور پر کیوں چھوٹ ہے؟ ہم جواب دیں گے: کیونکہ ظاہری زینت کے پردے میں دشواریاں ہیں۔ عورت جب کوئی چیز اِدھر سے اٹھا کر اُدھر رکھے تو اسے یہ کام ہاتھ سے ہی کرنا پڑے گا اور اس طرح وہ اپنے چہرے کا بھی حجاب نہیں کر پائے گی، خاص طور جب اسے گواہی کے

لئے بلایا جائے یا عدالت میں اس کی پیشی ہو یا اس کا نکاح ہو رہا ہو۔ پیدل چلے تو لازمی طور پر اس کے پیر کھلے رہیں گے بالخصوص ان غریبوں کے جن کے پاس جوتی بھی نہیں ہے۔ (زمخشری، ۱۴۰۳، ج ۳، ص ۶۲)

خِمار کو "روسری" اور جیوب کو "گریبان" سے تفسیر کیا گیا ہے: جیسا کہ ابوالفتوح رازی نے ترجمہ کیا ہے: "ان عورتوں سے کہو کہ اپنا مقنعہ اپنے گریبان پر ڈال کر رکھیں، یعنی اس طرح سے مقنعہ لگائیں کہ ان کا گریبان بھی ڈھنک جائے اور سینہ تک کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ (رازی، ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۵، ج ۱۴، ص ۱۲۵) اس آیت کے ذیل میں عائشہ کی ایک روایت بہت زیادہ نقل کی جاتی ہے: "خدا مہاجرین اقدم کی مغفرت فرمائے۔ جب یہ آیت "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ" نازل ہوئی تو عورتوں نے ضخیم ترین کپڑوں سے روسری تیار کی اور اپنے سروں پر لگا لیا۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج ۱۸، ص ۱۴۸۔ ۱۵۸؛ ثعلبی، ۱۴۲۲، ج ۷، ص ۸۷؛ قرطبی، ۱۳۷۲، ج ۱۲، ص ۲۳۰؛ سیوطی، ۱۴۰۳، ج ۶، ص ۱۸۱، طنطاوی، ۱۹۹۷، ج ۱۰، ۱۱۶)۔ اسی طرح "غضِ بَصَر" کے ذیل میں یہ نبوی روایت بھی ذکر کی جاتی ہے: "عورت کی خوبصورتی پر نظر ڈالنا، ابلیس کے ترکش کے زہر آلود تیروں میں سے ہے۔ اگر کوئی ثواب کی امید سے اپنی نظر دوسری سمت موڑ دے تو خدا اسے عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا جس سے اس کا دل خوش ہو جائے گا"۔ ایک بار ایک عورت، ایک مرد کے پاس سے گزری جو نماز پڑھ رہا تھا، اس مرد نے اس کی طرف دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس واقعہ کے بعد وہ اندھا ہو گیا"۔ (ثعلبی، ۱۴۲۲، ج ۷، ص ۸۷؛ رازی، ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۵، ج ۱۴، ص ۱۲۵)۔ نیز جناب ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے ایک حدیث منقول ہے جو حدیث ابن ام مکتوم کے نام سے معروف ہے، اس میں اس طرح بیان ہوا ہے: "میں اور میمونہ حضرت رسول خداؐ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ ابن ام مکتوم آیا اور یہ بات، حجاب کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کی ہے، وہ اندر آنے لگے تو رسول خداؐ نے فرمایا: آپ لوگ پردہ کر لیجئے۔ ہم نے کہا: "کیا وہ نابینا نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم لوگ بھی نابینا ہو؟ کیا تم لوگ اسے نہیں دیکھ پاؤگی (زمخشری، ۱۴۰۷، ج ۳، ص ۶۲)۔ ابوالفتوح رازی اور دوسروں نے جناب فاطمہ (س) کے بارے میں یہی واقعہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے پیغمبرؐ نے اپنی بیٹی کا امتحان لینے کے لئے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ ایک نابینا سے کیوں پردہ کر رہی ہو؟ تو حضرت زہرا (ع) نے جواب دیا:

''میں تو اسے دیکھ سکتی ہوں'' (رازی، ۱۴۳۱-۱۳۷۵، ج ۱۴، ص ۱۲۶)۔ دوسرے لفظوں میں مرد (بینا یا نابینا) کے آنے پر عورتوں کو وہاں سے دور ہو جانا چاہیئے۔ یعنی عورتوں اور مردوں کی بزم کو مکمل طور پر ایک دوسرے سے الگ ہونے کا تصور پیش کیا گیا ہے۔

لیکن محارم اور ان کے حدود کے بارے میں بھی مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔ اسی طرح ایک عورت کو اپنی کنیز اور غلام کے سامنے کتنا پردہ کرنا ہے، اس کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ غیر مسلم عورتوں (مشرک اور اہل کتاب) کے سامنے پردے کے لازم ہونے کے متعلق بھی مختلف نظریات ہیں۔ اس سوالات کے جواب میں بعض مفسرین کا نظریہ تھا کہ یہ پردہ اس لئے ہے کہ مرد، دوسرے محارم (مثلاً اہل کتاب کی عورتیں، یا چچی اور ممانی) کے ذریعہ کسی عورت کی زینت، دیکھ سکتے ہیں لہذا وہ اس عورت کی زینت سے آگاہ نہ ہوں۔ اسی طرح یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ محارم کی فہرست ''التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ'' اور ''الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ'' کے ذریعہ ختم ہو جاتی ہے۔ مفسرین ظاہرِ آیت کی بنیاد پر تفسیر کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ عورتوں کے حجاب اور مردوں کی شہوت میں رابطہ پایا جاتا ہے۔

آیت کا اختتام ایک دوسرے حکم پر ہوتا ہے: ''وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ'' اس انداز سے راستہ چلنے سے روکا گیا ہے کہ پائل میں آواز پیدا ہو۔ عام طور پر یہ چیز مردوں کی شہوت کے تحریک ہونے سے مربوط نہیں ہے۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج ۱۸، ص ۱۴۸- ۱۵۸؛ ثعلبی، ۱۴۲۲، ج ۸، ص ۶۴؛ طوسی، ۱۴۰۹، ج ۷، ص ۴۳۰؛ رازی، ۱۴۳۱-۱۳۷۵، ج ۱۴، ص ۱۲۶- ۱۲۷)۔ لیکن فخر رازی کے اس نقل قول سے یہ رابطہ روشن ہو جاتا ہے:

ابن عباس اور قتادہ نے بیان کیا ہے کہ عورتیں، مردوں کے پاس سے پیر پٹکتے ہوئے گزرتی تھیں تاکہ ان کے پائل کی جھنکار سنائی دے۔ مردوں میں عورتوں (کو پانے) کی شہوت زیادہ ہوتی ہے اس لئے پائل کی آواز سن کر ان کے من میں انھیں دیکھنے کی چاہت بڑھ جاتی تھی۔ خداوند عالم نے اس کام کی وجہ اس طرح بیان

کی ہے: "لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ"۔ فخر رازی اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس روک "وَلَا يَضْرِبْنَ" کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے زیورات آشکار نہیں ہونے چاہیئے۔اس آیت میں چند نکتہ ہے:

اول: جب خداوند عالم نے اس آواز پر روک لگائی ہے جس سے عورت کی زینت کا ہونا سمجھا جائے تو اس کے ظاہر کرنے پر تو ضرور روک لگائی ہوگی۔ دوم: عورتوں کو بلند آواز سے بولنے سے روکا گیا ہے تا کہ ان کی آواز نامحرم نہ سنیں؛اس لئے کہ ان کی آواز پائل کی آواز سے زیادہ دلربا ہوتی ہے۔اسی وجہ سے عورتوں کو اذان دینے سے بھی روکا گیا ہے۔ سوم: اس آیت میں عورت کے چہرے کو شہوت کی نظر سے دیکھنے کو منع کیا گیا ہے۔ (فخر رازی، ۱۴۰۵، ج ۲۳، ص۲۰۱۔ ۲۱۰)

بعض دوسرے مفسرین نے بھی فخر رازی کی طرح مخفی زینت (جیسے پائل) کو آشکار کرنے کی پابندی کو تمام مخفی زینتوں (جیسے عطر اور آواز) پر جاری کیا ہے۔ (سیوطی، ۱۴۰۳، ج۶، ص۱۷۹۔ ۱۸۹؛ آلوسی، ۱۴۲۰، ج ۲۲، ج۸۸۔۸۹) بعنوان نمونہ، سیوطی نے ایک حدیث روایت کی ہے: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: "جو عورت عطر لگا کر گھر سے باہر نکلے اور مردوں کے پاس سے گزرے اور اس کی خوشبو ان کے ناک تک پہونچے، تو وہ عورت زناکار ہے" (سیوطی، ۱۴۰۳، ج۶، ص۱۷۹۔ ۱۸۹) آلوسی بیان کرتے ہیں کہ عورتوں کو اس بات سے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ کہیں ان کی وجہ سے بیمار دل لوگوں میں تحریک نہ پیدا ہو جائے۔ طنطاوی بھی عورتوں میں احتشام اور وقار کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان عورتیں ہر اس انداز سے پرہیز کریں جو شہوت انگیز یا دلربا ہو مثلاًپُر ادا انداز میں راستہ چلنا یا عمدہ قسم کا عطر لگانا یا خود آرائی کی دوسری چیزیں کہ جن سے مردوں کی شہوت بھڑک اٹھے" (طنطاوی، ۱۹۹۸، ج۱۰، ص۱۱۸) ابن تیمیہ نے اگرچہ سورہ احزاب میں حجاب سے مربوط آیت کی تفسیر میں بہت مختصر اشارہ کیا ہے (ابن تیمیہ، ۱۴۰۸، ج۶، ص ۲۳) سورہ نور آیت نمبر ۳۱ کے ذیل میں تفصیلی وضاحت پیش کی ہے۔ لیکن سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ سے اپنی وضاحت کو مکمل کیا ہے۔

یہ ما قبل عصر نو کی تفسیروں کے درمیان معدود تفسیروں میں سے ہے جن دونوں آیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بحث کی ہے۔ ابن تیمیہ نے حالت احرام میں چہرے کے حجاب کے ممنوع ہونے سے نتیجہ لیا ہے کہ عام حالات میں چہرے کا پردہ لازم ہے۔ اسی طرح آزاد اور کنیزوں کے حجاب کے انداز میں فرق کو پیغمبرؐ اور خلفاء کے دور کی سنت جانا ہے۔ (ابن تیمیہ، ۱۴۰۸، ج۷، ص۳۴۳۔ ۳۴۵) شیعہ تفسیروں میں، حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی گئی ہے: ایک عورت انصار میں سے ایک جوان کے سامنے سے چلی آرہی تھی۔ اس زمانے میں عورتیں، روسری کان کے پیچھے سے باندھتی تھیں۔ جب وہ عورت نزدیک آئی تو جوان کی نظر اس کے چہرے پر ٹھہر گئی اور جب وہ آگے بڑھ گئی تو یہ جوان مڑ مڑ کر اسے دیکھنے لگا، یہاں تک کہ ایک گلی کے اندر پہونچ گیا اور وہاں دیوار پر لگے شیشہ یا ہڈی سے ٹکرا گیا، جب وہ عورت دور نکل گئی تب یہ متوجہ ہوا کہ اس کا چہرہ اور کپڑا خون سے لت پت ہے، جوان نے کہا: خدا کی قسم! میں رسول خداؐ سے اس کی شکایت کروں گا۔ (فیض کاشانی، ۱۴۰۲، ج۳، ص۴۳۰؛ بحرانی، ۱۴۱۷، ج۴، ص۵۸؛ طباطبائی، ۱۳۹۳، ج۱۵، ص۱۱۶)

لیکن سورہ نور آیت نمبر ۳۱ کی تفسیر میں قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ بیسویں صدی میں ان آیات کے ذیل میں خانوادگی اور سماجی نظام کے حوالہ سے بڑی مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس کی ایک مثال سید قطب کی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر اسلامی بیداری اور جدید سلفی نظریہ کے پیش نظر میں لکھی گئی ہے۔ البتہ یاد رہے کہ وہ سورۂ احزاب آیت نمبر ۵۹ کی تفسیر میں بالکل خاموش رہے ہیں۔ سید قطب کی نظر میں اسلام کے دامن میں ایک سالم معاشرہ تشکیل دینے کے لئے بہترین قوانین موجود ہیں۔ ان کے خیال میں، یورپ میں جدید نظریات (مثلاً فروید کے نظریات) کے مطابق انسانی امتیازات کو انسانوں سے ختم کر دیا گیا اور صرف انفرادی اور سماجی بیماریوں کو بڑھاوا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ سید قطب نے اپنے مشاہدات سے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ یورپ نے حجاب پر پابندی لگا کر نہ تو وہ انسانی خواہشات کو پابند کر سکے ہیں اور نہ ہی ایک منظّم سماج تیار کر سکے۔ مرد اور عورت میں فطری طور پر ایک دوسرے کی نسبت لگاؤ پایا جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے مزاج کے مطابق ایک خاص چیز سے لگاؤ ہوتا ہے۔ عورت فطری طور پر زینت میں

دلچسپی رکھتی ہے۔ قطب کے مطابق، اسلام ان میں سے کسی ضرورت سے روکتا بھی نہیں ، بس ان پر نظارت کرتا ہے۔ اس موقع پر سید قطب نے ''جدید جاہلیت'' کے مفہوم کی طرف بھی اشارہ کیا ہے؛ جس طرح زمانہ جاہلیت کی عورتیں سینہ کھول کر باہر نکلتی تھیں اسی طرح ماڈرن زمانے کی عورتیں بھی اپنا سینہ کھلا رکھتی ہیں۔ اسی طرح انھوں نے پیر پٹک کر راستہ چلنے کے جائز نہ ہونے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عورتوں کو ان زینتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے جن کا اثر انسان کے دماغ پر پڑتا ہے، جیسے زینت کی آواز اور عطر کی خوشبو۔ (سید قطب، ۱۴۱۹، ج ۴، ص ۲۵۱۱۔ ۲۵۱۴)

عبدالکریم خطیب سورۂ نور آیت نمبر ۳۱ کے ذیل میں ''مَاظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

> مرد کی نگاہ میں عورت کا پورا وجود زینت ہے--- حتی اس کی آواز--- لیکن اسلامی قانون لوگوں کے لئے زحمت ایجاد نہیں کرتا اور پورے جسم کو ڈھانپنے کا حکم، نہ عقل کے لئے قابلِ تحمل تھا اور نہ زندگی کے لئے۔ اس لئے اس نے ''إِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا'' (یعنی وہ چیز جس کو کھلا رکھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے) کے حجاب کے حکم میں ایک استثناء قرار دیا تاکہ عورت پُر سکون زندگی گزار سکے اور آنکھوں سے راستہ دیکھے، ہاتھوں سے کام کرے اور اپنے پیروں سے راستہ چلے، اس طرح سماج میں بے کار بن کر نہ رہ جائے۔ (خطیب، ۱۹۶۹، ج ۱۸، ص ۱۲۶۴)

محمد جواد مغنیہ نے بھی اس مرحلہ میں سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ کے ذیل میں بے حجابی (سفور) کے مفاسد کی بحث کی ہے۔ ان کی نظر میں آج کے دور کا فیشن، نسوانیت کو فاش کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ ہامبورگ کی سڑکوں پر لوگ اپنی عورتوں کی اس طرح نمائش کرتے ہیں جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور وہ زمانہ دور نہیں ہے جب اسلامی معاشرے میں بھی اسی طرح کا منظر دکھائی دے گا۔ (مغنیہ، ۱۳۸۳، ج ۵، ص ۴۱۵۔ ۴۱۸) اس سلسلہ میں محمد صادقی نے جو مثال پیش کی ہے وہ اس لحاظ سے بہت اچھی ہے کہ حجاب کے باب میں جدید طرز فکر کو پیش کرکے بھی عفت اور حجاب کے رابطہ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ وہ لکھتے ہیں کہ قرآن میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہیں ہے۔ لیکن بعض خواتین قیاس اولویت کی بناء پر اپنا چہرہ

ڈھانپ کر نکلتی ہیں۔ چہرے کی خوبصورتی، جسم کے دوسرے اعضاء سے کم نہیں ہے؛ اور ہے بھی تو ساری ذمہ داری صرف عورت پر ہی کیوں ہے؟ اس سے بہتر تھا کہ عورتوں کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم دینے کے بجائے مردوں کو حکم دیا جاتا ہے اپنی نگاہیں پاک رکھیں۔ لیکن اگر کسی مرد یا عورت کو دیکھا جاتا کہ وہ شہوت کے ساتھ ان کا چہرہ دیکھ رہا ہے تو پہلے اسے خبردار کیا جاتا پھر خاتون سے کہا جاتا کہ اپنا چہرہ ڈھانپ کر وہاں سے دور چلی جائے (یعنی عملی نہی عن المنکر)۔ صادقی تہرانی سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ میں حجاب کے حکم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حجاب کی حکمت یہ ہے کہ اس سے عورت کا عفیف ہونا سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے اگر حجاب کے واجب ہونے پر قرآنی دلیل نہ ہوتی تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ پاک دامن عورتوں کے لئے پردہ واجب نہیں ہے۔ لیکن سماج کی حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حجاب کا اہم ترین فائدہ، اس کا پاک دامنی کی علامت ہونا ہے۔ یعنی پردہ دار عورتوں کا پردہ گواہی دیتا ہے کہ یہ بے لگام نہیں ہے۔ یاد رہے حجاب کا علامتی مفہوم اس کے حقیقی مفہوم سے الگ ہے۔ صادقی تہرانی نے اگرچہ مردوں اور عورتوں کو ہر اس کام سے دور رہنے کی نصیحت کی ہے، جو جنس مخالف میں تحریک شہوت کا باعث ہوتے ہیں۔ ان کی نظر میں سر کا ڈھانپنا آلودگی کے لئے رکاوٹ نہیں ہے۔ آخر میں وہ مسیحیوں کی کتاب مقدس میں آنکھوں کو بند کرنے کے حکم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تعجب کا اظہار کیا ہے۔ (صادقی تہرانی، ۱۳۶۶، ج۱۸، ص۱۸۔ ۱۹و۱۰۶۔ ۱۳۱)۔ یاد رہے اگر حجاب کا علامتی مفہوم یا حقیقی مقصد خصوصی یا عمومی عفت اور پاک دامنی کو مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اصلاحی گفتگو میں حجاب اور عفاف کو ایک دوسرے کا لازمہ سمجھ لیا گیا ہے۔ بعبارت دیگر، اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ حجاب سے عفت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر بھی اسے اسی گفتگو کے ضمن میں قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ حجاب کے ضروری ہونے یا نہ ہونے کے سوال کے ساتھ ساتھ یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ کیا عفت کے لئے حجاب ضروری ہے یا نہیں؟ لیکن احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کی تفاسیر کا جو سلسلہ ہم نے دیکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حجاب کے بیان میں کافی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ آگے ہم دیکھیں گے کہ یہ تبدیلی کس طرح پیدا ہوئی اور اس تبدیلی کو کس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ تجزیہ اور تحلیل

سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ اور سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ کی تفاسیر میں جو سفر ہم نے طے کیا ہے اس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مفسرین کو ہمیشہ مختلف سوالوں کا جواب دینے کی فکر رہی ہے۔ اسی لئے ان تفسیروں میں مختلف افکار و نظریات تیار ہوئے ہیں۔ ماڈرن اسلامی مقال (نظریہ) ایک طرف اسلامی ممالک کے سیاسی اور سماجی حالات سے متاثر تھا تو دوسری طرف سید جمال الدین اسد آبادی اور سر سید احمد خان کی دینی بیداری کی تحریک سے، اس اصلاحی مقال میں اسلام کے ہر حکم کی عقلی اور علمی توجیہ کی گئی، جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اسلام کا کوئی بھی حکم سماجی، انفرادی یا مادی اور معنوی ترقی کی راہ میں روڑے نہیں ڈالتا۔ اسی طرح سر ڈھانپنا عورتوں کے لئے سماجی امور میں شریک ہونے سے مانع نہیں ہے۔ اور چونکہ اس سے عفت کی حفاظت میں مدد ملتی ہے اس لئے عورت کے لئے انفرادی اور سماجی بالیدگی کا باعث ہے۔ جیسا کہ اوپر کی سطور میں ہم نے دیکھا کہ سید قطب، محمد جواد مغنیہ اور مرتضی مطہری نے مرد اور عورت کی فطرت یا اسلامی معاشرے میں حجاب کی حفاظت کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، اس طرح کا تذکرہ قبل از عصر نو کی تفسیروں میں موجود نہیں ہے۔ آیات حجاب کی تفاسیر میں (بالخصوص احزاب آیت نمبر ۵۹) بجائے اس کے کہ کہا جائے کہ حجاب طبقاتی شان و شوکت کی نشانی، نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حجاب مسلمان عورت کے عفت کی نشانی ہے۔ حجاب کی کیفیت کے سلسلہ میں قبل از عصر نو کی تفاسیر میں، تفصیلی بحث کی جگہ ''عقل محور''، ''علم محور''، حجاب واجب ہونے کی علت، اس کے فوائد اور ایک مثالی معاشرہ کی تشکیل میں حجاب کا کردار، جیسی بحثوں نے لے لی ہے۔ ان عقلی وجوہات کے درمیان ایک اہم ترین وضاحت یہ ہے کہ ''اَنْ یُّعْرَفْنَ'' میں ''پہچانا جانا'' علامتی رویہ نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک لازمی اثر ہے۔ بعبارت دیگر، حجاب صرف، عفت کی نشانی نہیں بلکہ وہ چیز ہے جو مرد اور عورت کے تعلقات کے سلامتی کی ضمانت ہے۔ جدید اسلامی دنیا کے مقال (نظریہ) میں، جدید یورپ کے ساتھ تصادم کے اثرات نمایاں ہیں، اسی تصادم کی دین ہے کہ شہوت کے اسیر انسان کی پہچان، مسلمان کی پہچان، پاک دامن شخص اور اسلامی معاشرے کی شناخت، جیسی بحثیں توجہ کا سبب قرار پائیں؛ جبکہ یہ زمانہ گزشتہ میں یہ بحث صرف خانوادگی اور طبقاتی امور کی تنظیم کی حد تک محدود تھی۔

البتہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عورتوں کے حجاب اور مسلم خواتین کا گھروں میں رہنے کو ترجیح دینے پر جو مغربی ثقافت والے یا اس سے متاثر لوگ اعتراض کرتے ہیں یا تنگ نظری یا سلب آزادی نسواں کا نام دیتے ہیں اتفاقاً ان خواتین نے پردہ میں رہ کر جو نمایاں اور اپنی عفت کے تحفظ کے ساتھ جو اعتبار پایا ہے وہ ان کے ترقی یافتہ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اور اگر انصاف کی نگاہ سے خواتین کی ترقی کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈالی جائے تو مسلم عورتیں خواتین کے اجتماعی نظام کی حفاظت میں مغربی عورتوں سے کہیں آگے ہیں۔

نتیجہ

ہم نے اس مقالہ میں سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ اور سورہ نور آیت نمبر ۳۰۔۳۱ کی تفاسیر کے ارتقائی سفر کے سلسلہ میں تحقیق اور جستجو کی۔ احزاب آیت نمبر ۵۹ پہلے نازل ہوئی ہے، اس میں عورتوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ اپنا جلباب اپنے اوپر ڈالے رہیں تاکہ انھیں پریشان نہ کیا جائے۔ انیسویں صدی کے نصف تک تمام مفسرین کا نظریہ تھا کہ عورتوں کو یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے تاکہ ان کی شناخت ہوسکے اور کنیزوں سے الگ معلوم دیں، جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ کوئی بیمار دل ان کا پیچھا نہیں کرے گا۔ لیکن ماڈرن زمانے کے مفسرین کا نظریہ ہے کہ عورتوں کے لئے حجاب کا حکم اس لئے آیا تاکہ اس کے ذریعہ پاک دامن اور آلودہ دامن میں تفریق ہوسکے۔ سورہ نور کی آیات میں، پہلے تو مردوں اور عورتوں کو برابر سے ''غض بصر'' اور ''حفظ فروج'' کا حکم دیا گیا، پھر عورتوں کے لئے ایک خاص حکم آیا کہ وہ اپنی روسری سے اپنا گریبان بھی ڈھانپ کر رکھیں، اس کے بعد محارم کی فہرست پیش کی گئی ہے۔ طرز اسلوب سے مفسرین نے یہ نتیجہ لیا ہے کہ حجاب اور شہوت کو مہار کرنے میں گہرا رابطہ ہے۔ ماڈرن اصلاحی مقال میں یہ رابطہ انفرادی اور سماجی عفت میں تبدیل ہوگیا ہے۔ لہٰذا یہ خیال کہ حجاب کے حکم کا ہدف یہ ہے کہ عورتیں عفت کی حفاظت کرتے ہوئے سماجی امور میں برابر سے شریک رہیں، بہت پرانا نہیں ہے۔ عفت کی بناء پر حجاب کی تفسیر، اس بات کی نشانی ہے کہ اسلامی معاشرہ، مغربی معاشرے سے پیش قدم ہے۔ اس لئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ یہ مان سکتے تھے کہ حجاب سے عورت کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور ان کی سماجی حیثیت مستحکم ہو جاتی ہے۔

اوپر بیان کی گئی تبدیلی کا اثر بعض فکری اور سماجی حالات کی وجہ سے وجود میں آیا: اول: دینی اصلاح کی تحریک کے ذریعہ یہ پیغام عام کیا جارہا تھا کہ اسلام نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا ہے جو عقلی معیار پر کھرا نہ اترے۔ دوم: بیسویں صدی میں بہت سے اسلامی ممالک میں غلامی نظام لغو کر دیا گیا، اس طرح آزاد اور کنیزوں کی تفریق بے معنی ہو جاتی ہے۔ سوم: انیسویں صدی کے اواخر میں مسلمان معاشرے میں آزادی خواہ تحریکوں نے عورتوں کے لئے سماج میں حضور کا راستہ ہموار کر دیا تھا، اس لئے عورتوں کو انفرادی اور سماجی عفت کی حفاظت کے لئے خانہ نشینی میں محدود نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان حالات میں حجاب کی "عقلی" دلیل یہ نہیں بن سکتی تھی کہ حجاب کا حکم عورت کی اجتماعی حیثیت (آزاد ہونا یا کنیز ہونا) کے لئے دیا گیا ہے، بلکہ وہ عورتیں سماجی میدانوں میں داخل ہو چکی تھیں، اور وہ حجاب کے ذریعہ اپنی پاک دامنی ثابت کر سکتی تھیں۔

توضیحات

۱۔ "ماڈرن دور" کو معین کرنا بہت دشوار ہے۔ اس مقالہ میں "ماڈرن دور" سے مراد، ایران کے مشروطہ اور مشرق وسطی سے عثمانی خلافت کے خاتمہ کے بعد کا زمانہ ہے۔

2. Reception history

3. The Constance School

4. Reception theory, reception aesthetics

۵۔ یالکاع لکعاء، اتشبّہین بالحرائر؟

۶۔ اس مضمون کی مشابہ روایت، شیعہ کتب میں امام باقر علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کنیزوں کو سر ڈھانپنے سے روکتے تھے۔ (حر عاملی، ۱۴۰۴، ج ۴، ص ۴۱۲)

۷۔ المیزان میں اس بات کی نسبت امام صادق علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے۔ (طباطبائی، ۱۳۹۳، ج ۱۵، ص ۱۱۵)

۸۔ "اِحتجبا" اس طرح کی روایات میں "احتجاب" کے معنی سر ڈھانپنے کے نہیں ہیں، بلکہ اس کا قرآنی مفہوم، پس پردہ جانا ہے۔ جلال الدین مولوی نے بھی اس داستان کو عائشہ کے بارے میں نقل کیا ہے اور احتجاب کو پردہ نشینی کے معنی میں لیا ہے۔ (بلخی ۱۳۷۵، دفتر ششم، ۱۹۔۲۰)

۹۔ یہاں پر مسامحہ کے ساتھ اسلام اور غرب کو ایک دوسرے کا مقابل قرار دیا ہے، جب کہ اس تفریق کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دونوں ثقافتیں یکسر ایک دوسرے سے الگ ہیں۔

۱۰۔ عام امر اور خاص امر کی تقسیم بندی کا جو مفہوم سمجھا جاتا ہے وہ بھی ماڈرن سیاسی نظام کا نتیجہ ہے۔

مصادر

قرآن کریم۔
ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم (۱۴۰۸)، التفسیر الکبیر، بیروت، دارالکتب العلمیہ۔
آلوسی، محمود بن عبداللہ (۱۴۲۰) روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت، داراحیاء التراث العربی۔
امین اصفہانی، نصرت بیگم، (۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴) مخزن العرفان در تفسیر قرآن، قم، انتشارات اکرام۔
ابوحیان اندلیسی، محمد بن یوسف (۱۴۱۱) التفسیر الکبیر المسمی بالبحر المحیط، بیروت، داراحیاء التراث العربی۔
بحرانی، السید الہاشم، (۱۴۱۷) البرہان فی تفسیر القرآن، قم، مؤسسہ البعثۃ
بقاعی، ابراہیم بن عمر (۱۹۸۶) نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، حیدرآباد، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف عثمانیہ۔
بلخی جلال الدین (۱۳۷۵) مثنوی معنوی، تصحیح، رینالڈ نیکلسن، تہران، بہنود
تسخیری، محمد علی؛ النعمانی، محمد سعید (۱۴۳۱) المختصر المفید فی تفسیر القرآن المجید، تہران، المجمع العالمی للتقریب بین المذاہب الاسلامیۃ۔
ثعالبی، عبدالرحمٰن (۱۹۹۷) الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن، صیدا، مکتبہ العصریہ۔
ثعلبی، احمد بن محمد (۱۴۲۲) الکشف والبیان، بیروت، داراحیاء التراث العربی۔
جعفریان، رسول (۱۳۸۰) رسائل حجابیہ، کشف حجاب کے خلاف ۶۰ سالہ علمی کوشش، قم، دلیل ما۔
حرعاملی، محمد حسن (۱۴۱۴) وسائل الشیعہ، قم، آل البیت۔
خطیب عبدالکریم (۱۹۶۹) التفسیر القرآنی للقرآن، طباعت نامعلوم، دارالفکر العربی۔
رازی، ابوالفتوح (۱۳۷۱۔ ۱۳۷۵) روض الجنان وروح الجنان فی تفسیر القرآن، مشہد، بنیادپژوہش ہائے اسلامی۔
رازی، امام فخر (۱۴۰۵) تفسیر الفخر رازی المشتہر بالفسیر الکبیرہ مفاتیح الغیب، بیروت، دارالفکر۔
زمخشری، محمود بن عمر (۱۴۰۷) الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، بیروت، دارالمعرفۃ۔
سید قطب (۱۴۱۹)، فی ظلال القرآن، بیروت۔ قاہرہ، دارالشروق۔
طباطبائی، محمد حسین (۱۳۹۳)، المیزان فی تفسیر القرآن، بیروت، الموسسۃ الاعلمی للمطبوعات۔